رویت ہلال اور قمری مہینے

سلیم الحق صدیقی

اس موضوع پر دو مضامین فکر و نظر کے گزشتہ شماروں میں شائع ہوچکے ہیں۔ ان مضامین کے مطالعہ کے بعد یہ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اس مسئلے کو علم ہئیت کی روشنی میں صحیح طور پر سمجھا جائے۔ تاکہ رویت ہلال کے نہایت اہم دینی مسئلہ کو سائنٹیفک طور پر طے کیا جا سکے اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ اسلام میں قمری مہینوں کے حساب کو اتنا سہل کر دیا گیا ہے کہ ایک عام آدمی بھی ہلال دیکھ کر تاریخ کا تعین کر سکتا ہے۔ اسلام کے ابتدائی دور میں جب کہ ذرائع آمد و رفت مفقود تھے، وسیع و عریض علاقوں میں پھیلی ہوئی آبادی، دور دراز شہروں، نخلستانوں اور خانہ بدوش قبائل کا آپس میں رابطہ پیدا کرنا دشوار تھا، عیدین، ماہ صیام اور دیگر اہم تاریخوں کے تعین کا سہل اور بہترین طریقہ رویت ہلال ہی تھا۔ اور آج بھی شریعت کا یہ اصول ہر لحاظ سے قابل عمل، آسان اور سائنٹیفک ہے، جس میں کسی قسم کے رد و بدل کی نہ تو کوئی ضرورت ہے نہ گنجائش، اور نہ اس کو توڑنا ممکن ہے۔ جس طرح ہر ملک کی اپنی اپنی ٹائم زون ہوتی ہیں اور ہر ملک کے فجر، ظہر، عصر، مغرب اور عشاء کے اوقات میں کئی کئی گھنٹوں کا فرق ہوتا ہے جو بالکل قدرتی ہے۔ اسی طرح مختلف ممالک میں قمری مہینوں کے دنوں میں فرق بھی قدرتی ہے۔

یہ بات ذہن میں رکھنی چاہئے کہ چاند زمین کے گرد اپنی گردش ایک رویت ہلال سے لے کر دوسرے رویت ہلال تک پورے ۲۹ دن ۱۲ گھنٹے ۴۴ منٹ اور ۵ سیکنڈ میں پوری کرتا ہے۔ یعنی تقریباً ساڑھے انتیس دنوں کا

ایک قمری ماہ ہوتا ہے ۔ جس کے نتیجہ میں قمری مہینہ کبھی تیس دن اور کبھی انتیس دن کا شمار کرنا پڑتا ہے ۔ ایک قمری سال میں ۲۹ $\frac{1}{2}$ دن کے حساب سے ۳۵۴ دن شمار کئے جاتے ہیں جو شمسی سال سے گیارہ دن کم ہیں ۔ چوالیس منٹ اور پانچ سیکنڈ کی کمی پوری کرنے کے لئے تیسرے سال ایک قمری سال کبیسہ (leap year) شمار کیا جاتا ہے ۔ اور اس سال ۳۵۵ دن شمار ہوتے ہیں ۔ اور عموماً سال کے آخری مہینے یعنی ذی الحجہ میں ایک دن بڑھا دیا جاتا ہے ۔ اس حساب کے مطابق ۳۵۴ دن پورے کرنے کے لئے ایک قمری سال میں چھ ماہ تیس دن کے اور چھ ماہ انتیس دن کے لازمی طور پر ہونے چاہئیں ۔ چاند کا ایک دوسرا اصول یہ ہے کہ وہ زمین ۔ کے گرد گول دائرہ بنا کر نہیں گھومتا ، بلکہ ناشپاتی کی طرح ایک مخروطی اور ترچھا دائرہ بناتا ہے ، اس کے علاوہ عرض بلد اور طول بلد کے فرق سے بھی مختلف شہروں میں مختلف اوقات میں چاند نظر آتا ہے ۔ مثلاً کراچی کا عرض بلد تقریباً ۲۵ ڈگری ہے تو پشاور کا عرض بلد ۳۴ ڈگری ہے ۔ یعنی پشاور کراچی کے شمال میں تقریباً نو ڈگری کے فاصلے پر واقع ہے ، زمین چونکہ گول ہے ، اس لئے جب پشاور میں چاند نظر آتا ہے ٹھیک اسی وقت کراچی کے افق پر نہیں ابھرتا کیونکہ کراچی پشاور سے کافی جنوب میں واقع ہے اور اگلے روز جب کہ چاند پشاور کے افق پر چند ڈگری اور بلند ہو چکتا ہے تو کراچی میں نظر آجاتا ہے ۔

زمین کی محوری گردش ہلال کو جلد غروب ہوجانے پر مجبور کر دیتی ہے اسی طرح کراچی اور مدینہ منورہ کا عرض بلد تقریباً ایک ہے ۔ لیکن طول بلد میں ۲۷ ڈگری کا فرق ہے ۔ اگر مدینہ منورہ میں چاند کسی شام کو نظر آئے تو اس وقت کراچی میں کافی رات ہو چکی ہو گی ، اور زمین کے گول ہونے کی وجہ سے کراچی کے افق پر چاند نہیں ابھرے گا ۔ اس لیے آئندہ چوبیس گھنٹے کے بعد جب غروب آفتاب ہوگا تو کراچی میں چاند نظر آئے گا ۔ بالکل اس طرح کہ بحرالکاہل میں جب بحری جہاز بین الاقوامی

ڈیٹ لائن عبور کرتے ہیں تو ان کو اپنے کلینڈر کی تاریخ ایک دن آگے یا پیچھے کرنی پڑتی ہے۔ کیونکہ کراچی میں اگر دو تاریخ ہے تو کیلیفورنیا میں یکم ہوگی۔ یہ نہیں بھولنا چاہئے کہ چاند کا ساڑھے انتیس دن کا چکر بھی چوبیس گھنٹوں کا فرق پیدا کردیتا ہے۔ لہذا اگر ایک ملک میں متواتر دو دن عید ہوجائے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ علم ھیئت کی روشنی میں بھی اگر حساب لگایا جائے تو مختلف ممالک میں اور ایک ملک کے مختلف شہروں میں بھی فرق واقع ہوسکتا ہے۔ لہذا اگر پشاور والے کراچی والوں سے ایک دن پیشتر عید منا لیتے ہیں تو اس میں کوئی فکر کی بات نہیں۔ جہاں تک رویت ھلال کمیٹی کا تعلق ہے قابل اعتماد اشخاص کی شہادت قبول کی جاسکتی ہے۔ کیونکہ بعض اوقات ۲۹ کا چاند اتنا باریک ہوتا ہے کہ تیز نظر والے ھی اسے دیکھ پاتے ہیں۔ غرض یہ کہ رویت ھلال کا انحصار طول بلد، عرض بلد، گردش ارض، موسم اور بعض دوسرے وجوہ پر ہوتا ہے۔ لہذا یہ رائے کہ تمام اسلامی ممالک کی قمری تاریخ ایک ہو درست نہیں ہے۔ کیونکہ ایک دن کا فرق تو لازمی ہے۔

اور نہ علم ھیئت کی رو سے ایک ھی تاریخ ہونا ممکن ہے، اس لئے رویت ھلال کا بہترین اصول وھی ہے جس کا شریعت نے تعین کر دیا ہے۔ اور وہ یہ کہ چاند دیکھ کر مہینے کی ابتداء کی جائے اور چاند لازمی طور پر قمری مہینے کی ۲۹ یا ۳۰ تاریخ کو نظر آھی جاتا ہے۔ لہذا ایک دن کے فرق کو غیر ضروری اہمیت دے کر ایک مسئلہ بنا دینا صحیح نہیں ہے۔

ھمارے ملک میں بد قسمتی سے چاند کے مہینوں کا صحیح طور پر حساب کرنا شاید بہت ھی کم لوگ جانتے ہوں، ھمارے اسلامی کلینڈر شائع کرنے والے ادارے اکثر غلط کلینڈر شائع کرتے ہیں۔ بعض کلینڈروں میں اگر بارہ قمری مہینوں کے دن جوڑے جائیں تو ۳۵۳ دن بنتے ہیں جو لازمی طور پر

۳۵۴ ہونے چاہئیں ۔ جب قمری لیپ سال ہوتا ہے تو کوئی کلینڈر ۳۵۵ دن نہیں دکھاتا جو بہت بڑی غلطی ہے ۔ ہماری رویت ہلال کمیٹیاں عیدین اور رمضان شریف کے چاند کے علاوہ اور کسی مہینے میں رویت ہلال پر توجہ نہیں دیتیں۔ جس سے حج کی صحیح تاریخوں میں گڑبڑ ہوجاتی ہے۔ سعودی عرب کی حکومت اس قسم کی کبھی غلطی نہیں کرتی ۔ اور وہاں پر حج ہمیشہ صحیح تاریخ پر ہوتا ہے، جہاں ماہرین حج کسی تاریخ کا تعین رویت ہلال اور فلکیاتی حساب دونوں کو سامنے رکھ کر کرتے ہیں۔ اور لیپ سال کا بھی خیال رکھا جاتا ہے، اس کے برعکس ہمارے ملک میں حساب نہ رکھنے کی بنا پر ہماری اور مکہ معظمہ کی حج کی تاریخوں میں اکثر ایک دن کی بجائے دو دن کا فرق پڑ جاتا ہے۔

علم ہیئت کی رو سے یہ تجویز زیادہ موزوں ہوگی کہ ہم پاکستان کو دو حلقوں میں ٹائم زون کی طرح تقسیم کردیں، اور دونوں حلقوں میں رویت ہلال کا حساب الگ الگ رکھیں، اور اگر دونوں حلقوں میں عید الگ الگ دنوں میں پڑتی ہے تو چیخ و پکار نہ کریں بلکہ ایک دن کی کمی کو حساب کتاب کے ذریعہ آئندہ پورا کرلیں جو عین ممکن ہے۔ پاکستان کی حد تک تو یہ ٹھیک ہے، لیکن ساری دنیائے اسلام کے لئے ایک قمری تاریخ مقرر کرنا غالباً ممکن نہیں اس میں گردش ارض جہاں فرق ڈال دیتی ہے وہاں $29\frac{1}{2}$ دن چوالیس منٹ پانچ سیکنڈ کا قمری چکر بھی فرق کو بہت وسیع کر دیتا ہے، لہذا ضرورت ہے کہ ہم اپنے اسلامی کلینڈر کو علم ہیئت کی روشنی میں مرتب کریں جس میں قمری سال کے دنوں کا اندراج صحیح طریقہ پر کیا گیا ہو، اس طرح رویت ہلال کا مسئلہ پاکستان میں بڑی حد تک حل ہو سکے گا۔